کشمیر میں دین اسلام کے مبلغ میر سید علی ہمدانی کی سوانح حیات اور ادبی کارنامہ

مبارکہ موسوی
ریسرچ اسکالر، شعبہ فارسی، کشمیر یونیورسٹی

خلاصہ:-
میر سید علی ہمدانی آٹھویں صدی ہجری کے ایک بہت ہی بڑے عالم، شاعر، عارف اور صوفی تھے۔ان کی ہمدان میں ولادت ہوئی۔وہ سلسلہ کبرویہ کے بہت بڑے عالم اور بزرگوں میں سے تھے۔اپنے زندگی کے اوائل میں، انہوں نے وسیع تربیت حاصل کی اوران کو بہت عظیم اور معزز عالموں نے پڑھایا۔انہوں نے تعلیم حاصل کرنے کے لیے بہت سفر کیا۔ان کی طرز زندگی اور مختلف ممالک کے سفر نے انہیں تصوف کی طرف لے گیا۔علماء، عرفاء اور صوفیوں کے درمیان میں ان کا مقام بلند تھا۔اگر صحیح میں کہا جائے تو یہ لفظ حسنہ الدنیا والآخرہ کا حقیقی رہنما رہا ہے۔آپ نے اپنی پوری زندگی دین اسلام کی رہنمائی اور اس کی تبلیغ میں صرف کی اور خود ایک کامل شخص، بہترین نمونہ اور دین کے سچے مسلمان رہنما بن گئے۔سید نے حکمرانوں سے اسلام اور انصاف کو قبول کرنے کا دعوت بھی دیا تھا۔مجالس کا انعقاد، وعظ و نصیحت کرنا، دین اسلام کی تعلیم دینا، طلبہ اور مبلغوں کی تربیت کرنا، تبلیغ کے لیے باقاعدہ اور بڑی تنظیمیں قائم کرنا، مباحثے کا انعقاد، مساجد، خانقاہیں اور کتب خانے بنانا، کتابیں اور رسالہ میں لکھنا، فارسی زبان و ہنر اور اسلامی ایران کی فرہنگ کی خدمت کرنا اور مختلف ملکوں کا سفر کرنا خصوصاً شہر کشمیر کا ان کے اہم ترین کاموں میں سے تھا۔اس مضمون کا اصلی مقصد یہ ہے کہ تصوف، ثقافت اور فن کے حوالے سے سید کے نقطہ نظر کا پوری طرح احاطہ کیا جا سکے۔

کلیدی الفاظ:۔میر سید علی ہمدانی، ہمدانی کا نقطہ نظر، عرفان، تصوف، فن۔

تعارف:-

اس مضمون میں دنیائے ادب اور تصوف کی ایک ممتاز شخصیت اور علم و بصیرت کے مالک، طریقہ کار کردار اور اسلامی علم کی ترقی، ایرانی ثقافت کی وسعت اور ترقی کے میدان میں کام کرنے والی دنیا کا حوالہ دیا گیا ہے۔ وہ باکردار شخصیت میر سید علی ہمدانی ہے۔ پورا نام میر سید علی ہمدانی امیر سید علی بن شہاب ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲ رجب ۱۳۱۴ء کو ہمدان شہر میں محمد خدابندہ (اولجایتو ایلخانی پادشاہ) کے دور میں ہوئی۔ بچپن ہی سے اسلام کی طرف مائل تھے اور حافظ قرآن بھی ہوگئے۔ انہوں نے فارسی اور تاجی ادب کے سرکاری علوم، اخلاقیات، سیاسیات، دینیات، فقہ، تہذیب وتصوف، حدیث، تفسیر وغیرہ کی عملی حکمتیں اور بعد میں ان تمام علوم کو جلد ہی سیکھ لیا۔ اس طرح آپ نے لوگوں کی خدمت کی اور علم وتقوی میں تمام مصائب برداشت کرنے کے بعد اعلی مقام پر پہنچ گئے۔ وہ کبروئی خاندان کے عظیم لوگوں میں سے تھے۔ اور آٹھویں صدی کے مشہور عالم اور شاعروں میں سے تھے۔ وہ اسلام کے بڑے مبلغین میں سے تھے، جنہوں نے دین اسلام کی بہت خدمت کی۔ انہیں شاہ ہمدان، امیر کبیر اور حضرت علی ثانی بھی کہا گیا ہے۔ میر سید علی ہمدانی اپنے والد کے نسب سے مولای متقیان علی بن ابی طالب کے نسل سے ہیں۔ اسی طرح سے وہ اصلی سادات علوی حسینی میں سے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب اختصار المناقب میں اس طرح مذکور ہے:- سید علی بن شہاب الدین بن محمد بن علی بن یوسف بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بن حسین بن علی زین العابدین بن حسین بن علی علیہ السلام (تاریخ ادب فارسی در پاکستان)۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اکثر جگہوں پر ان کا تخلص علائی رکھا گیا تھا۔ درس وتدریس میں بہت صلاحیت اور ہنر رکھتے تھے۔ جوانی میں شیخ ابوالبرکات تقی الدین علی کے شاگرد ہوئے۔ ان کے وفات کے بعد انہوں نے اپنے ماموں سید علاء الدولہ سمنانی سے تصوف کے اسرار سیکھ لیے۔ سمنانی نے میر سید کی تربیت میں بہت محنت کی اور ان کے عہدے اور تربیت کی وجہ سے میر سید علی شریعت اور طریقت کے رہنما اور ہمدانیہ خاندان کے قطبوں میں سے ایک بن گئے۔ آٹھویں صدی ہجری میں تیمور لنگ کا قتل وغارت گری عروج پر پہنچ گئی اور اس قتل وغارت گری کی وجہ سے میر سید کو سات سو سادات اور ان کے پیروکاروں کے سات ہجرت کرنی پڑی۔ ان سات سو لوگوں میں سے فنکار، صوفی،

معمار اور سنگ تراش شامل تھے جو میر سید کے ساتھ ہمدان اور سمنان سے آئے تھے۔ میر سید بالآخر برصغیر پاک و ہند کے کشمیر کے علاقے میں علاء الدین پورہ (سرینگر) میں اقامت اختیار کی۔ انہوں نے جموں کشمیر، گلگت اور بلتستان میں لاکھوں لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی۔ لوگ آپ کی شخصیت، فضائل اور کمالات سے بہت متاثر ہوئے اور دین اسلام کو قبول کیا۔ ہزاروں لوگوں کے مسلمان ہونے کے بعد ایران کی تہذیب وتمدن اور فارسی زبان میں تحریر کا رواج عام ہوا۔ خصوصا سلطان اسکندر کے دور میں یہ زبان بہت ترقی کر گئے اور سلطان زین العابدین کے دور میں یہ فارسی علم وادب اپنے عروج پر پہنچ گئے۔

کشمیر کا ایران کے ساتھ پرانے ثقافتی اور روحانی تعلقات ہیں۔ اس کی ثقافت اور تہذیب اعلیٰ انسانی اور اسلامی اقدار سے نکلتی ہے اور اس کی تنظیم ایرانی ثقافتی اقدار پر مبنی ہے۔ خط لداخ کے ایک شہزادے نے کشمیر کے تخت پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان صدرالدین ثانی کے نام سے کشمیر پر حکومت کی۔ اسلام نے سرکاری طور پر اس زمینی جنت کو اپنی چمکیلی روشنی سے منور کیا۔ اس سرزمین اور اس کے گردونواح میں میر سید علی ہمدانی کی آمد اور اسلام کے فروغ سے کشمیر کی ثقافتی اور روحانی بنیادیں پڑ گئیں۔ برصغیر پاک و ہند کے کسی بھی دوسرے خطہ سے زیادہ ایرانی مشنریوں اور صوفیاء نے کشمیر کو متاثر کیا۔ آج دستکاری سے لے کر ایرانی لوگوں کے رسم ورواج تک اس پر خاص اثر پڑا ہے اور اسی لیے کشمیر کو ایران صغیر کہا جاتا ہے۔ کشمیر میں اسلام کا پھیلاؤ، ہندوستانی راجہ کا اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہوا جو اس ملک کے بدھ حکمران تھے جو بعد میں صدرالدین کے نام سے مشہور ہوا۔ انہوں نے بلبل شاہ نامی ایک مسلمان مشنری اور اس کی عظیم سرگرمی کی وجہ سے اور میر سید علی کی فعالیت کی وجہ سے اسلام قبول کیا۔ کشمیر کے بادشاہ قطب الدین اور شہاب الدین میر سید علی ہمدانی کا بہت احترام کرتے تھے اور میر سید کے مقاصد اور منزلوں میں ان کی بہت مدد کرتے تھے۔ میر سید کے سات سو سیدوں اور اصحاب نے جو مختلف فنی اور سائنسی شعبوں میں ماہر تھے، اس سرزمین کے مسلمانوں کو اسلام کی ترقی کے راہ پر گامزن کیا۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ میر سید علی ہمدانی نے خود سینتیس ہزار لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا اور اسلام قبول کرنے میں کامیاب ہوئے۔ میر سید کے دانشمندانہ افکار کی وجہ سے اہل کشمیر کے تمام بت

ٹوٹ گئے اور وہ بت شکن کے نام سے مشہور ہوئے۔ (طرائق الحقایق)، (مجالس المومنین) اور (تاریخ نظم ونثر در ایران)۔

کشمیر میں میر سید علی ہمدانی اور ان کے ساتھیوں نے اسلامی اور ایرانی ثقافت کو اچھی طرح پہنچایا۔اس حوالے سے علامہ محمد اقبال جاوید نامہ میں فارسی زبان میں فرماتے ہیں:۔

گفت رومی آنچہ می آید نگر | دل مدہ با آنچہ بگذشت ای پسر
شاعر رنگین لوا، طاہر غنی | فقر او باطن غنی ظاہر غنی
نغمہ ای می خواند آن مست مدام | در حضور سید والا مقام
سید سادات سالار عجم | دست او معمار تقدیر امم
تا غزالی درس اللہ ھو گرفت | ذکر و فکر از دودمان او گرفت
سید آن کشور مینو نظیر | میر و درویش وسلاطین را مشیر
خطہ را، آن شاہ دریا آستین | داد علم وصنعت وتھذیب ودین
آفرید آن مرد، "ایران صغیر" | با ھنر ھای غریب ودلپذیر
یک نگاہ او گشاید صد گرہ | خیز وتیرش را بدل راھی بدہ!

(جاوید نامہ)

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص میر سید علی ہمدانی کی صلاحیت پر نہ پہنچ سکے۔ بہت سی شخصیات دور دراز علاقہ سے برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ کے لیے تشریف لائے تھے لیکن میر سید علی ہمدانی کے جتنا با اثر کوئی نہیں تھا۔ میر سید نے دنیا دیکھی تھی اور بڑی مشکل سے ہندوستان کا سفر کیا تھا اور کشمیر میں اپنے نہایت ماہر علوی ساتھیوں کے ساتھ اور اپنے مختلف کاموں کے ساتھ قیام کیا تھا۔ اور اپنے مختلف کاموں سے لوگوں کو ایرانی ثقافت کے بارے میں سکھایا اور اس مختصر وقت میں کشمیر کو پوری دنیا میں مشہور کیا۔ دین اسلام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ اس نے طلباء اور مبلغوں کو تعلیم دینے کے لیے اسلامی تعلیمات بھی سکھائیں اور لوگوں کو توحید سے ڈھانپنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور اس مرحلے پر وہ ایک فنکار تھے اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ میر سید بہت مخلص تھے اور صبح کے نماز کے بعد تلاوت کرتے تھے اور تلاوت کے بعد ایک اونچی جگہ پر بیٹھ کر نہایت میٹھے اور پر کشش لہجے

میں لوگوں کو اپنا درس سناتے تھے۔ایسے پر کشش لہجے سے عام لوگ بہ خوبی درک کرتے تھے۔ لوگوں کو بہت زیادہ نصیحتیں کرتے تھے۔خود ایک بہت خالص صوفی تھے اور تصوف اور عبادت سے بہ خوبی واقف تھے۔انہوں نے لوگوں کو دس بنیادی اصول سکھائے اور ان کی وضاحت کے لیے انہوں نے دس اصولوں کا مقالہ لکھا۔ان اصولوں میں ان کی تعلیمات کا خلاصہ شامل ہے۔جن کے عنوانات ہیں توبہ،زھد،توکل،قناعت،عزلت،ذکر،توجہ،صبر،مراقبہ،رضا۔

میر سید نے اخلاقی تعلیم اور اسلامی علم سکھانے کے لیے فارسی زبان کا انتخاب کیا۔ان کے بہت سے کتابیں اردو زبان میں بھی ترجمہ ہوگئے ہیں۔طلبہ اور مبلغوں کو سکھانے کے لیے سائنسی،فنی اور انتظامی کام بھی کیا۔انہوں نے بنائی کے فن کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ قالین کی بنائی کے علاوہ انہوں نے کشمیر کے علاقے میں قالین بنائی،لکڑی پر نقش ونگار،چاندی کے برتن،مٹی کے برتن وغیرہ بھی انہوں نے کشمیر میں رائج کیا۔انہی کی وجہ سے کشمیر دنیا بھر میں مشہور ہوا۔سرینگر اور بلتستان اور دیگر جگہوں پر بہت بڑے سکول اور خانقاہیں تعمیر کی گئیں۔ رسالہ مستورات کے مصنف کے مطابق،میر سید کشمیر کے لوگوں کو اسلام اور اسلامی تعلیمات سے اس قدر متاثر کیا کہ لوگوں نے مندروں کو مسجدوں میں تبدیل کردیا۔میر سید بنیادی طور پر خاص اور منفرد خصوصیات کے حامل تھے جنھوں نے انہیں کامیاب اور قابل فخر بنایا۔اپنی علمی فضیلت اور آزادی روحیہ کے جذبے کی وجہ سے وہ تیمور اور ظالم بادشاہوں کے حکمرانوں سے بھی درگیر ہوگیا۔اور اسی طرح انہوں نے اس راہ میں بہت سی تکالیف اور مصیبتیں برداشت کیں۔وہ قدرت سے مالا مال تھا اور عظیم روحانی،معنوی اور علمی حیثیت کے باوجود انہوں نے اپنی روزی وقت کے حکمرانوں سے نہیں بلکہ محنت،کاریگری اور تمیری سرگرمیوں سے مہیا کی۔میر سید علی کی کامیابی اور عروج ان کی مراغات یافتہ اور قابل تعریف خصوصیات میں سے ہیں۔انہوں نے اپنی علمی فضیلت کے ذریعہ جب بادشاہوں اور تیمور حکمرانوں سے درگیر ہوگیا تھا سارے مسائل کو حل کرتے حق کے راہ میں قائم رہا۔خود کی اور اپنے خاندان کی فرائض کو بہ خوبی انجام دیا اور حلال کمائی سے ہی اپنے خاندان کا پیٹ بھرتا رہا۔اور جب حاکم وقت اور عوام ان سے ملنے آتے تھے تو وہ کسی سے بھی تحفہ قبول نہیں کرتے تھے۔غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کرتے تھے اور اپنے مریدوں سے التجا بھی کرتے تھے

کہ حلال کمائے اور حلال کھائے اور دوسروں کے لیے بھی فائدہ پہنچائے۔ان کی ایک اور خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے کبھی بھی کسی کے بارے میں برانہیں کہا۔علم و ہنر اور تقوی ان کا اہم سرمایہ تھا۔ان کی نظر میں سب سے اہم ترین چیز کتاب تھا اور انہوں نے بہت سے رسالہ اور کتاب بھی تالیف کیے۔انہوں نے فارسی اور عربی زبان میں مختلف اسلامی علوم، تصوف، اخلاقیات، ادب، حدیث، سفر اور ائمہ کی زندگی پر مقالے چھوڑے ہیں۔بادشاہوں اور شہزادوں کو بھیجے گئے خطوط کے مجموعہ میں دیکھا جا سکتا ہے کہ انہیں بہترین لہجے میں نصیحت کی گئی تھی۔انہی صفاتوں کی وجہ سے وہ لوگوں میں کے دل میں عزیز ہیں۔اشارہ کے طور پر ان کا ایک نامہ جو انہوں نے فارسی زبان میں اپنے ہم عصر بادشاہوں کے لیے لکھے گئے تھے ہیں، یہ خط بہت سادہ ہے اور بے تکلف ہے۔انہوں نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:-

"روز قیامت کار پادشاہ و حاکم از ہمہ سخت تر است۔۔۔۔اگر آن روز توقع عضو وغفران داری از آن حضرت، امروز با بندگان او بہ عدل واحسان معاملہ کن واین، وقتی میسر شود کہ پیران رعایا را چون فرزند باشی ونو جوانان را چون برادر وطفلان را چون پدر ومظلومان را ناصر وظالمان را قامع وفاجران را فاضح وتایبان را ناصح ومطیعان را معین ودر قول صادق ودر عہد واثق ودر نعمت شاکر ودر محنت صابر ودر عمل مخلص ودر رفعت متواضع ودر جمال پارسا۔

ای عزیز! پادشاہ، امین ووکیل وخزانہ دار حق است. بر تو باد کہ در خزانہ حق بہ ہوای نفس و تسویل شیطان تصرف نکنی وآنچہ بگیری، بہ حق گیری وحق بہ مستحق رسانی تا در عذاب وفضیحت ہول فزع اکبر نمانی۔۔ای عزیز! اگر در ولایت تو یک گرسنہ یا برہنہ یا ظلم رسیدہ باشد وتو را از حال وی خبر نبود وتفقد حال وی نکنی، تو را از مرتبہ اھل تقوا نصیب نیست''۔(احوال وآثار میر سید علی ہمدانی)۔

تالیف وتصنیف:۔

میر سید کا شمار ایران کے باا ثر مصنفیں میں ہوتا ہے جنہوں نے کشمیر اور بلتستان کے لوگوں کو اپنی تصریحات سے متاثر کیا۔انہوں نے صوفیانہ، اخلاقی اور طرز عمل کے مسائل پر فارسی اور عربی میں ۱۷۰ کتابیں اور مقالے تصنیف کیے ہیں۔جن میں سے ذخیرہ الملوک سب سے مشہور ہے۔فتوت نامہ، منہاج العارفین، شرح بر فصوص ابن عربی، شرح منظومہ ابن فارض، شرح اسماء

الحسنی، مجمع الاحادیث، آداب المریدین، مرآت التائبین، رسالہ ذکریہ، رسالہ وجودیہ، رسالہ منامیہ، رسالہ عقبات، رسالہ فی الطب، رسالہ آداب سفرہ، رسالہ اصطلاحات، واردات غیبیہ، سرّ الطالبین، انتخاب منطق الطیر، علم القیافہ، مودّۃ القربی، مکارم الاخلاق، چھل اسرار، مکتوبات و مستورات، درمعرفت صورت وسیرت انسان، درحقائق توبہ، در بیان روح ونفس، ورسالہ ہمدانیہ جو توضیحی رسالہ ہے۔ان کے کچھ کتابیں اور رسالہ برٹش میوزیم لائبریری میں موجود ہے۔اور کچھ پیرس کی نیشنل لائبریری میں ہیں۔اوران کے کچھ اہم کتابیں دنیا کے کئی زبانوں میں ترجمہ ہوگیا ہے جو بہت سادہ اور دل نشین ہے۔کتاب ذخیرۃ الملوک دہ باب پر مشتمل ہے۔ان کا ایک اور رسالہ "رسالہ فقریہ" کے نام سے ملک شرف الدین خضرشاہ کے سفارش سے تحریر ہوئی ہے۔اور یہ رسالہ " آداب وسیر اہل کمال" اور" نسبت خرقہ پوشی ہم بین ہمدانی شناساں" کے نام سے بھی معروف ہے۔رسالہ دوادیہ ان کے ارشادنامہ میں سے ہے جو بہت اہم مطالبات اس میں شامل ہیں۔اور یہ رسالہ صوفی حضرات اور عارفوں کے بھیج بہت رائج تھا۔رسالہ فتوتیہ میرسید علی ہمدانی کے فتوت اور جواں مردی کے بارے میں ہیں۔اورفتوی کے معنی اوراس کے پس منظر میں اور لفظ اخی کے معنی کی تشریح اور عام معنی اور خاص معنی جوکہ دلوں کے مالک ہو۔تحقیق اورفتوی کے مقام کے متلاشی کے درمیان ایک اصلاح ہے۔رسالہ عقبات بھی ان کی اہم ترین آثاروں میں سے ایک ہے۔جو "قدوسیہ" اور حقیقت ایمان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔یہ رسالہ میر سید نے سلطان قطب الدین کے سفارش سے لکھے تھے اوراس میں اسے بادشاہت کے نتائج اور فرائض سے آگاہ کیا ہے۔کہ مسلمان بادشاہ کی سب سے بڑی جانشینی یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے لیے انصاف اور عملی مساوات کا حصول ہو۔ایک نامہ میں فارسی زباں میں ان سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " حقیقت این است کہ ای عزیز! اگر دینداری آن است کہ صحابہ وتابعین داشتند و مسلمانی آن کہ درقرن اول ورزیدند، جای آن است کہ گبران ومغان ازتر ادامنی مانگ دارند۔۔

گر برہمن حال من بیند، براندازددرم

زآنکہ چون من بدکنش راپیش بت،ہم بارنیست

زہربدی کہ تو دانی، ہزار چندانم

کسی چہ داند آن بدز من کہ من دانم؟

مکتوبات امیریہ ان کے ایک اور دست نویسوں میں سے ایک ہے۔اس خط میں کشمیر کے مشہور بادشاہ سلطان قطب الدین شاہ میری سے مخاطب ہوئے ہیں۔ان کہ ایک اور آثاروں میں سے ایک ''چہل اسرار'' ہے جو چالیس عارفانہ غزلوں میں شامل ہے۔انہوں نے یہ غزل ایک ہی رات میں اپنے مریدوں کے لیے لکھے تھے۔کچھ بیت:۔

گردمی وصلش بہ صد جانت میّسر می شود

روگرانجانی مکن، چون دوست ارزان می کند

چون ہمای قاف قربی، بال ہمت برگشای

درفضای لامکان باقدسیان انبازشو

ای ''علی'' لفظ ماومن حق است

چون زما بگذری چہ ماند؟ حق (چہل اسرار یا غزلیات میر سید علی ہمدانی)

میر سید کی تخلیقات کا مجموعہ فکری قوت اور قابلیت کو ظاہر کرتا ہے،انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے صرف کیا اور اپنے وعظ و نصیحت سے لوگوں کو متاثر کیا۔تعلیمی، رہنمائی اور سماجی سرگرمیوں میں وسیع تر مواقع پیدا کرنے کے وسیع مطالعے اور تجربیات کو بہترین تحریر کیا گیا۔

نتیجہ:۔

میر سید نے ایرانی اور فارسی بولنے والے صوفیاء کے درمیان سب سے زیادہ اسلام کی تبلیغ میں نمایان کردار ادا کیا ہے۔ یہ عرفاء سہروردہ، قادریہ اور چشتیہ جیسے فرقوں کے بانی تھے اور برصغیر پاک و ہند میں درسگاہیں اور تربیتی مراکز قائم کیے تھے۔ ہندوستان میں خصوصا کشمیر میں انہوں نے لوگوں کو دین اسلام سے زیادہ متاثر کیا اور دین اسلام کی طرف لوگوں کو مائل کیا اور ایرانی کلچر کو کشمیر میں رائج کیا کہ بعد میں جا کر کشمیر کو ایران صغیر کے نام سے جانا گیا۔ان کا سیاسی فلسفہ مکمل انسان دوست تھا جس میں انسانی ذہن کی آزادی، بھایی چارے اور اجتماعی حکمرانی اور سماجی انصاف کی مساوات تھی۔ یقیناً اس عظیم انسان کا کردار اور طرز زندگی منفرد تھا جس نے مذہب،

ثقافت، ادب، تصوف، فن کے لیے منفرد کردار ادا کیا۔ اس عظیم ہستی کے بارے میں جتنا بھی کہا جائے پھر بھی کم ہے۔ ۷۳ سال کی عمر میں گذر گئے اور تاجکستان میں دفن کیے گیے۔ ان کا مزار ہزاروں لوگوں کے لیے اب زیارتگاہ بن چکے ہیں۔ مولانا یعقوب صرفی کشمیری نے سید کے مزار شریف کو اس طرح بیان کیا ہے:-

به کولاب ابدالیم رونمود
به اسرار پنهان و کنه وجود
مشرف شد آنجا فقیر حقیر
به طرف مزار امیر کبیر
(مغازی النبی)

فوٹ نوٹ:-

احوال و آثار میر سید علی ہمدانی..n.d
تاریخ ادب فارسی در پاکستان..n.d
تاریخ نظم و نثر در ایران..n.d
چہل اسرار یا غزلیات میر سید علی ہمدانی۔ ۵ جلد۔ وحید، ۱۳۴۷ آبان۔
طرائق الحقایق۔ ۲ جلد..n.d
کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال..n.d
مجالس المومنین..n.d
مغازی النبی..n.d

حوالہ جات:۔

۱۔آفتاب رای لکھنوی(۱۳۶۱ش)،ریاض العارفین،تصحیح حسام الدین راشدی،اسلام آباد،مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

۲۔آزاد،سید محمود(۱۹۹۰م)،تاریخ کشمیر،مظفرآباد۔سیادت پبلیکشنز

۳۔اذکایی،پرویز(۱۳۷۰ش)،مروج اسلام در ایران صغیر،آمدان

۴۔بدخشی،نورالدین،جعفر(۱۳۷۴)،خلاصہ المناقب،تصحیح سیدہ اشرف ظفر،اسلام آباد،مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

۵۔جامی،عبدالرحمٰن(۱۳۷۵ش)،نفحات الانس،آران،علمی۔

۶۔دکتر محمد ریاض،احوال وآثار واشعار میر سید علی آمدانی،ص۳۔۹۶،مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان،اسلام آباد،۱۹۹۱

۷۔ریاض،محمد(۴۶۳۱)،احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی،اسلام آباد،مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔

۸۔سیوہاروی،قاضی ظہورالحسین(۲۵۳۱ق)،دہلی۔

۹۔سعید نفیسی،تاریخ نظم ونثر فارسی در ایران و در زبان فارسی،ج۲ص۳۵۷۔

۱۰۔صفا،ذبیح اللہ(۳۷۳۱)،تاریخ ادبیات ایران،تہران،فردوس۔

۱۱۔فریدون تقی زادہ طوسی،دیباچہ در رسالہ ذکریہ،ص۷،موسسہ مطالعات وتحقیقات فرہنگی،تہران،۱۹۹۲۔

۱۲۔محمد خواجوی، احوال وآثار میر سید علی ہمدانی در دیباچہ مشارب الاذواق،ص۴۲، انتشارات مولی، خیابان انقلاب، چہارراہ ابوریحان،تہران،۱۹۸۴۔

۱۳۔مسکین،محی الدین(۹۳۳۱)،تحایف الاسرار،آند،چاپ امرتسر۔

۱۴۔معصوم شیرازی،محمد(۸۱۳۱ش)،طرایق الحقایق،باتصحیح محمد جعفر مجحوب،تہران،بارانی۔

۱۵۔نفیسی،سعید،(۴۴۳۱)،تاریخ نظم ونثر در ایران،تہران،فروغی۔